فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷۲)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: تشہد میں وضوٹوٹ جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ ہمیشہ نماز کا اختتام سلام سے کرتے تھے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ .

''رسول اللہ ﷺ نماز کا اختتام سلام سے کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم: 498)

❁ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَرٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَمِينِهٖ، وَعَنْ يَسَارِهٖ، حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ .

''میں رسولِ کریم ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے دیکھتا تھا، یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتا۔''

(صحیح مسلم: 582)

❁ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى أَخِيهِ مَنْ عَلٰى يَمِينِهٖ، وَشِمَالِهٖ .

''وہ (نمازی تشہد کے بعد) اپنے دائیں اور بائیں (نمازی) بھائی پر سلام کہے۔''

(صحيح مسلم :431)

۞ ان احادیث کے برخلاف بعض نے لکھا ہے:

إِنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ بَعْدَ التَّشَهُّدِ تَوَضَّأَ وَسَلَّمَ، فَإِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ فِي هٰذِهِ الْحَالَةِ أَوْ تَكَلَّمَ أَوْ عَمِلَ عَمَلًا يُنَافِي الصَّلَاةَ تَمَّتْ صَلَاتُهُ .

''اگر کسی (نمازی) کی تشہد کے بعد غیر دانستہ طور پر ہوا خارج ہو گئی، تو وضو کرے گا اور سلام پھیرے گا، اگر جان بوجھ کر ہوا خارج کر دی یا نماز کے منافی کوئی کام کر دیا، تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔''

(القدوري، باب الجماعة، ص 20، الهداية، باب الحدث في الصلاة :31/1)

۞ جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''جمہور کے نزدیک نماز سے خروج فقط السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے حاصل ہوتا ہے اور امام (ابوحنیفہ) صاحب کے نزدیک اگر کوئی شخص تشہدِ اخیر کے بعد قصداً حدث (جان بوجھ کر ہوا خارج) کر دے یا اور کوئی فعلِ منافی الصلوٰۃ کر دے، تو بھی نماز سے خارج ہو جائے گا۔''

(تقریر ترمذی، ص62)

بعض کہتے ہیں کہ اگر تشہد کے بعد سہواً ہوا خارج ہو جائے، تو وضو کرے گا، پھر اس پر بنیاد ڈال کر مکمل کرے گا، یعنی سلام کے ساتھ نماز سے خارج ہوگا، لیکن اگر جان بوجھ کر تشہد کے بعد ہوا خارج کر دی، تو سلام کی ضرورت باقی نہیں رہے گی، نماز مکمل ہے۔

ہم اتنا کہیں گے کہ یہ فرق شریعت مطہرہ کی کسی دلیل میں مذکور نہیں۔ نبی کریم ﷺ یا کسی صحابی سے سلام کے علاوہ نماز سے خارج ہونا قطعاً ثابت نہیں، یہ نماز کے ساتھ سنگین

مذاق ہے۔

احناف کے دلائل کا جائزہ پیش خدمت ہے:

دلیل نمبر ۱:

❀ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَحْدَثَ ـ يَعْنِي الرَّجُلَ ـ وَقَدْ جَلَسَ فِي آخِرِ صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلَاتُهُ.

''آدمی آخری تشہد میں بیٹھنے کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے بے وضو ہو جائے، تو اس کی نماز ہو گئی۔''

(سنن أبي داوٗد : 617، سنن التّرمذي : 408، واللفظ لهٗ، سنن الدّارقطني :379/1، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 176/2، شرح مَعاني الآثار للطّحاوي :274/1)

روایت ضعیف، منقطع اور مضطرب ہے۔

اس حدیث کے بارے میں:

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى ضَعْفِهٖ لِأَنَّهٗ مُضْطَرِبٌ وَمُنْقَطِعٌ.

''حفاظ حدیث کا اس کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے، کیونکہ یہ مضطرب اور منقطع ہے۔''

(خلاصة الأحكام :449/1)

❀ نیز فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ.

''یہ حدیث بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(المَجموع : 425/3)

۞ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْحُفَّاظُ .

''حفاظ حدیث نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(فتح الباري : 323/2)

۞ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(الجرح والتّعديل : 232/5)

۞ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِذَاكَ الْقَوِيِّ، وَقَدِ اضْطَرَبُوا فِي إِسْنَادِهٖ .

''اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے، اس کی سند میں اضطراب ہے۔''

(سنن التّرمذي، تحت الحديث : 408)

۞ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُقَالُ لِلْمُحْتَجِّ بِهٰذَا الْخَبَرِ : إِنَّهٗ خَبَرٌ مُضْطَرِبُ الْمَتْنِ وَالْإِسْنَادِ .

''جو اس حدیث سے حجت پکڑے، اسے کہا جائے گا: اس کے متن اور سند میں اضطراب ہے۔''

(الخلافيات للبيهقي : 225/3)

۞ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ .

''یہ حدیث ثابت نہیں۔''

(السّنن الکبرٰی : 176/2)

❁ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ لَا يَصِحُّ لِضَعْفِ إِسْنَادِهٖ وَاخْتِلَافِهِمْ فِي لَفْظِهٖ .

''یہ حدیث ثابت نہیں، کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے الفاظ بیان کرنے میں رواۃ کا اختلاف (اضطراب) ہے۔''

(التّمهيد : 214/10)

❁ نیز فرماتے ہیں:

لَا هٰذَا الْحَدِيثُ يَصِحُّ أَصْلًا .

''یہ حدیث سرے سے ثابت ہی نہیں۔''

(الاستذکار :524/1)

❁ حافظ خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ وَقَدْ تَكَلَّمَ النَّاسُ فِي بَعْضِ نَقَلَتِهٖ وَقَدْ عَارَضَتْهُ الْأَحَادِيثُ الَّتِي فِيهَا إِيجَابُ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ .

''یہ حدیث ضعیف ہے، محدثین نے اس کے بعض رواۃ پر کلام کیا ہے، پھر وہ احادیث بھی اس کے معارض و مخالف ہیں، جو تشہد اور سلام کے وجوب پر دلالت کناں ہیں۔''

(مَعالم السّنن :140/1)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' کہا ہے۔

(میزان الاعتدال : 560/2)

۞ حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَفْعُهُ مُنْكَرٌ جِدًّا .

''اسے مرفوع بیان کرنا سخت منکر ہے۔''

(فتح الباري : 218/5)

① عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے۔اسے امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن سعید قطان، امام یحییٰ بن معین، امام ابوزرعہ، امام نسائی، امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام بخاری (الضعفاء، ص ۷۰)، امام یعقوب بن شیبہ، امام دارقطنی، امام ساجی، امام ابن حبان، امام ابن عدی، امام جوزجانی، امام البزار، امام ابن خزیمہ، امام ابو احمد حاکم، امام ابن القطان فاسی (الوہم والایہام : ۱۴۹/۲)، حافظ ذہبی (تلخیص المستدرک: ۳۱۹/۴) وغیرہم رحمہم اللہ نے ''مجروح'' اور ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ بِالْاِتِّفَاقِ .

''بالاتفاق ضعیف ہے۔''

(خلاصة الأحكام :449/1، المَجموع : 407/3)

۞ حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَكْثَرُهُمْ يُضَعِّفُونَهُ .

''اکثر محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(التّمهيد : 32/24، تفسير القُرطبي : 230/6)

۞ حافظ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَكْثَرُ عَلٰى تَضْعِيفِ الْإِفْرِيقِيِّ .

”اکثر محدثین افریقی کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔“

(تنقيح التّحقيق :345/1)

۞ حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

”جمہور نے ضعیف کہا ہے۔“

(تخريج أحاديث الإحياء :1901)

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

”جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔“

(مَجمع الزَّوائد : 56/5، 65/8، 250/10)

۞ علامہ ابو اسحاق ابن مفلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِيفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِ .

”اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔“

(المُبدِع : 87/2)

② عبد الرحمٰن بن رافع تنوخی ضعیف ہے، اس کا متابع بکر بن سوادہ اگرچہ ثقہ ہے، مگر ان کا سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے سماع معلوم نہیں۔ جہاں سماع کی تصریح ہے، وہاں نیچے سند ضعیف ہے۔

حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو .

''بکر بن سوادہ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔''

(المَجموع : 463/3)

تنبیہ ۱:

علامہ محمد تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''(اس) حدیثِ باب کو امام ترمذی نے عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن درحقیقت وہ ایک مختلف فیہ راوی ہیں، جہاں بعض حضرات نے ان کی تضعیف کی ہے، وہیں بعض نے ان کی توثیق بھی کی ہے، لہٰذا یہ حدیث کم از کم ''حسن'' ضرور ہے۔''

(درسِ ترمذی:2/184)

ایک جگہ کہتے ہیں:

''رشدین بن سعد اور عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی واضح طور پر ضعیف ہیں۔''

(درسِ ترمذی:1/260)

ایک ہی راوی کو ایک جگہ حسن الحدیث اور دوسری جگہ واضح ضعیف قرار دیا ہے۔

تنبیہ ۲:

علامہ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب نے نصب الرایہ (۲/۶۳) کے حوالے سے لکھا ہے کہ جعفر بن عون نے عبد الرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کی متابعت کی ہے۔

(معارف السنن:4/34، نیز دیکھیں احقاق الحق از کوثری:34)

یہ روایت علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کا وہم ہے، اگر چہ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ نے بھی ان کی تقلید میں یہی بات کہی ہے۔

(شرح سنن أبي داود للعيني : 139/3)

❁ جعفر بن عون رحمہ اللہ کہتے ہیں:

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ رَافِعٍ وَبَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ .

جعفر بن عون ۱۲۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور عبدالرحمٰن بن رافع ۱۳۳ ہجری میں فوت ہوئے، بکر بن سوادہ ۱۲۸ ہجری میں اندلس میں فوت ہوئے، اب بتائیں کہ جعفر بن عون ''حدثنی'' کیسے کہہ سکتے ہیں، اس پر سہاگہ یہ کہ ان دونوں کو جعفر بن عون کے استاذوں میں ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ محدثین نے ان کو عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم کے اساتذہ میں ذکر کیا ہے، جو زیلعی رحمہ اللہ کی سند سے ساقط ہو گیا ہے، جبکہ جعفر بن عون کو عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی کے شاگردوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۵۴، ۳۷۴۸، مسند عبد بن حمید: ۳۵۰، سنن کبریٰ بیہقی: ۷/ ۳۰۸)

محدثین نے اس حدیث کو زوائد اسحاق بن راہویہ میں بھی ذکر نہیں کیا، ثابت ہوا کہ مسند اسحاق بن راہویہ کی سند سے عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی گر گیا ہے اور اس روایت کا دارو مدار اسی پر ہے، جو کہ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' ہے، لہٰذا یہ کہنا کہ عبدالرحمٰن بن زیاد کی متابعت جعفر بن عون نے کی ہے، سراسر غلط ہے۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زِيَادِ بْنِ أَنْعُمَ عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رَافِعٍ .

''عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم اس روایت کو بکر بن سوادہ اور عبدالرحمٰن بن رافع سے بیان کرنے میں منفرد ہے۔''

(أطراف الغرائب والأفراد : 3550)

امام بزار، امام بیہقی اور حافظ ابن عبدالبر رحمہم اللہ نے صراحت کی ہے کہ اس روایت کو بیان کرنے میں عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم منفرد ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت میں خود بخود ہوا خارج ہونے اور جان بوجھ کر ہوا خارج کرنے کا فرق بالکل موجود نہیں ہے، جو کہ احناف کرتے ہیں۔

دلیل نمبر۲:

❀ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ التَّشَهُّدِ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ وَقَالَ : مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا بَعْدَمَا يَفْرُغُ مِنَ التَّشَهُّدِ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ .

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے اور فرماتے تھے: جو شخص تشہد سے فارغ ہونے کے بعد بے وضو ہو گیا، اس کی نماز مکمل ہو گئی۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : 116/5)

روایت باطل ہے۔ اس روایت کو ابو مسعود زجاج موصلی نے موصول بیان کیا ہے، جبکہ دیگر رواۃ نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔ اس کا مرسل ہونا ہی راجح ہے۔

① ابو مسعود زجاج کے بارے میں امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يُكْتَبُ حَدِيثُهُ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ .

''اس کی حدیث میں اضطراب ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 227/5)

② صالح بن احمد کا تعین نہیں ہوا۔ اگر یہ ابن ابی مقاتل ہے، تو اس کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكٌ .

''یہ متروک ہے۔''

(سوالات الحاكم : 113)

❁ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَسْرِقُ الْحَدِيثَ وَيُلْزِقُ الْأَحَادِيثَ .

''یہ حدیث میں سرقہ کرتا تھا اور مختلف احادیث کو آپس میں ملا دیتا تھا۔''

(الكامل : 73/4)

امام برقانی رحمہ اللہ نے ''ذاہب الحدیث'' کہا ہے۔

(لِسان الميزان لابن حجَر : 165/3)

③ اس میں غیر دانستہ طور پر ہوا خارج کرنے اور جان بوجھ کر وضو توڑنے کا فرق موجود نہیں۔

دلیل نمبر ۳:

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَضَى التَّشَهُّدَ

فِي الصَّلَاةِ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ بِوَجْهِهِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ التَّسْلِيمُ .

''سلام کے نازل ہونے سے پہلے نبی کریم ﷺ جب تشہد مکمل کرتے، تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔''

(حِلية الأولياء لأبي نُعَيم : 117/5، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 175/2)

یہ روایت مرسل ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، عطاء رحمہ اللہ تابعی ہیں۔

معرفۃ السنن والآثار للبیہقی (۳۸۸۲۔۳۸۸۳)'' والی سند بھی ''مرسل'' ہونے کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے۔

نیز اس میں غیر دانستہ طور پر ہوا خارج کرنے اور جان بوجھ کر وضو توڑنے کا فرق موجود نہیں۔

دلیل نمبر ۴:

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إِذَا جَلَسَ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ ثُمَّ أَحْدَثَ فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ .

''نمازی تشہد کی مقدار بیٹھ گیا، پھر بے وضو ہو گیا، تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 173/2)

سند ضعیف ہے۔

① حکم بن عتیبہ کا عنعنہ ہے۔

② حکم بن عتیبہ کا عاصم بن ضمرہ سے سماع کا مسئلہ ہے۔

❀ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ رَوَى الْحَكَمُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضُمْرَةَ شَيْئًا .

''میں نہیں جانتا کہ حکم نے عاصم بن ضمرہ سے کچھ روایت کیا ہو۔''

(المَراسیل لابن أبي حاتم : 167)

③ عاصم بن ضمرہ منفرد ہو، تو حجت نہیں۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَدِيءَ الْحِفْظِ فَاحِشَ الْخَطَأِ .

''اس کا حافظہ بے کار ہے، یہ فحش غلطیاں کرتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 125/2)

③ اس میں جان بوجھ کر ہوا خارج کر دینے یا خود بخود ہو جانے کا فرق موجود نہیں۔

④ یہ صحیح مرفوع احادیث کے خلاف ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ .

''یہ روایت ثابت نہیں۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 139/2)

❁ امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے ''منکر'' کہا ہے۔

(علل الحديث : 193/2)

دلیل نمبر ۵:

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

إِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ فِي الرَّابِعَةِ، ثُمَّ أَحْدَثَ، فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، فَلْيَقُمْ حَيْثُ شَاءَ .

''جب امام چوتھی رکعت میں بیٹھ جائے، پھر بے وضو ہو جائے، تو اس کی نماز پوری ہو جائے گی، جیسے چاہے، اٹھ جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 489/2، سنن الدّارقطني :360/1)

سند ضعیف ہے۔

① ابو معاویہ ضریر کا عنعنہ ہے۔

② حجاج بن ارطاۃ ''ضعیف و مدلس'' ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اِتَّفَقُوا عَلٰی أَنَّہٗ مُدَلِّسٌ، وَضَعَّفَہُ الْجُمْھُورُ، فَلَمْ یَحْتَجُّوا بِہٖ .

''یہ بالاتفاق مدلس ہے، جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اور اس سے حجت نہیں پکڑی۔''

(تهذيب الأسماء واللُّغات :153/1، المَجموع :274/1)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْجُمْھُورُ عَلٰی أَنَّہٗ لَا یُحْتَجُّ بِہٖ .

''جمہور کے نزدیک اس سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔''

(ميزان الإعتدال : 296/4)

۞ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جُمْھُورُ الْعُلَمَاءِ عَلٰی تَضْعِیفِ الْحَجَّاجِ .

''جمہور اہل علم حجاج بن ارطاۃ کو ضعیف کہتے ہیں۔''

(البدر المُنير : 68/6)

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْأَکْثَرُ عَلٰی تَضْعِیفِہٖ.

''اکثر محدثین ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(التّلخيص الحَبير : 226/2)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَہُ الْجُمْہُورُ.

''جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(عُمدة القاري : 250/6)

③ ابو اسحاق سبیعی ''مدلس و مختلط'' ہے۔

④ حارث بن عبداللہ اعور ''ضعیف و مدلس'' ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعِیفٌ بِاتِّفَاقِہِمْ.

''باتفاق محدثین ضعیف ہے۔''

(خلاصة الأحكام :417/1)

۞ نیز فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقُوا عَلٰی أَنَّ الْحَارِثَ کَذَّابٌ.

''حارث کے جھوٹے ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(خلاصة الأحكام :505/1)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْجُمْهُورُ عَلٰی تَوْهِينِ أَمْرِهٖ .

''جمہور اسے ضعیف قرار دیتے ہیں۔''

(میزان الاعتدال :437/1)

❀ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(مَجمع الزّوائد : 150/9)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْجُمْهُورُ .

''جمہور نے ضعیف کہا ہے۔''

(نتائج الأفکار :408/1)

نیز اس میں خود بخود ہوا خارج ہونے یا جان بوجھ کر ہوا خارج کرنے کا فرق مذکور نہیں، یہ احادیثِ صحیحہ کے بھی خلاف ہے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اتَّفَقُوا عَلٰی ضَعْفِهٖ .

''اس روایت کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔''

(خلاصة الأحکام :450/1)

دلیل نمبر۶:

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تشہد والی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ قَضَيْتَ هٰذَا فَقَدْ قَضَيْتَ صَلَاتَكَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ تَقُومَ فَقُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَقْعُدَ فَاقْعُدْ .

''جب آپ یہ تشہد پڑھ لیں، تو آپ کی نماز مکمل ہے، چاہیں تو کھڑے ہو جائیں، چاہے بیٹھے رہیں۔

(سنن أبي داوٗد : 970، وسندهٗ صحيحٌ)

① یہ نبی کریم ﷺ کے الفاظ نہیں، بلکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْحُفَّاظُ عَلٰى أَنَّهَا مُدْرَجَةٌ لَيْسَتْ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا هِيَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ مَسْعُودٍ .

''حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ یہ زیادت مدرج ہے، یہ نبی کریم ﷺ کا کلام نہیں، بلکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کلام ہے۔''

(خلاصة الأحكام :449/1)

سنن کبری بیہقی (۲/۱۷۴) اور سنن دارقطنی (۱/۳۵۴) میں باسندِ صحیح ثابت ہے کہ یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ ہیں، راوی نے ''قال عبداللہ'' کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

شَبَابَةُ ثِقَةٌ، وَقَدْ فَصَلَ آخِرَ الْحَدِيثِ جَعَلَهٗ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ مَنْ أَدْرَجَ آخِرَهٗ فِي كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''شبابہ (بن سوار) ثقہ ہے، اس نے حدیث کے آخری حصہ کو علیحدہ بیان کیا

ہے، اسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بنایا ہے، جنہوں نے ان الفاظ کو مدرج بیان کیا ہے، ان میں سے صحیح ترین روایت یہی ہے۔''

(ب) اس قول میں جان بوجھ کر ہوا خارج کرنے یا سہواً ہوا کے خارج ہونے کا فرق مذکور نہیں۔

(ج) یہ الفاظ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع روایت کے خلاف ہیں۔

❁ ابو معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : أَنّٰى عَلِقَهَا؟ قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهٖ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهٗ .

''مکہ کا امیر نماز میں دو سلام پھیرتا تھا، تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سنت کہاں سے حاصل کر لی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔''

(صحیح مسلم :581)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے إِذَا قُلْتَ هٰذَا أَوْ قَضَيْتَ هٰذَا کے الفاظ سے رجوع کر لیا تھا، کیونکہ نماز میں دونوں طرف سلام پھیرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے رہے ہیں۔

(د) یہ الفاظ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اپنے فتویٰ کے بھی خلاف ہیں۔

❁ فرماتے ہیں:

مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ وَإِحْرَامُهَا التَّكْبِيرُ وَانْقِضَائُهَا التَّسْلِيمُ .

''وضو نماز کی چابی ہے، نماز صرف اللہ اکبر سے شروع ہوتی ہے اور صرف سلام

پھیرنے سے پوری ہوتی ہے۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : 16/2، 173، وسندهٗ صحيحٌ)

✿ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(سوال): کیا اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کرنا مشروع و مستحب ہے، بے شمار احادیث میں اس کا ثبوت ہے، یہ دنیا میں رغبت نہیں، بلکہ رب تعالیٰ سے تعلق کی علامت ہے۔

❀ طارق بن اشیم اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کوئی شخص اسلام قبول کرتا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے نماز سکھاتے اور یہ کلمات پڑھنے کا حکم فرماتے:

أَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي .

''اللہ! مجھے معاف فرما، مجھ پہ رحم فرما، مجھے راہِ ہدایت پر چلائے رکھ، ہر طرح کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے بچالے اور مجھے رزق دے۔''

(صحيح مسلم : 2697)

❀ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: آقا! کوئی ذکر بتا دیجئے، فرمایا: پڑھیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ، اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيرًا، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ .

''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، ڈھیروں تعریفیں اسی کے لائق ہیں، وہ پاک ہے اور تمام

جہانوں کا رب ہے، ساری کی ساری قوت و طاقت اللہ ہی کے لیے ہے، وہ غالب حکمت والا ہے۔''

عرض کیا: یہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوا، میرے لیے کیا ہے؟ فرمایا:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي .

''اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پہ رحم فرما، مجھے ہدایت پر کاربند رکھ اور مجھے رزق عطا فرما۔''

(صحيح مسلم : 2696)

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ضَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى أَزْوَاجِهٖ يَبْتَغِي عِنْدَهُنَّ طَعَامًا، فَلَمْ يَجِدْ عِنْدَ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ، فَقَالَ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ؛ فَإِنَّهٗ لَا يَمْلِكُهَا إِلَّا أَنْتَ، فَأُهْدِيَتْ إِلَيْهِ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ، فَقَالَ : هٰذِهٖ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ الرَّحْمَةَ .

''نبی کریم ﷺ کے پاس مہمان آیا، آپ نے ازواج مطہرات کے یہاں پیغام بھیجا کہ کھانا ہے، مگر کسی کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ ملا، تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! میں تجھ سے تیری فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں، کیونکہ فضل اور رحمت کا مالک تیرے سوا کوئی نہیں۔ اتنے میں آپ ﷺ کو ایک بھنی ہوئی بکری ہدیہ کی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو ہوا اللہ تعالیٰ کا فضل، اب ہم اس کی رحمت کے منتظر ہیں۔''

(المُعجَم الكبير للطّبراني : 178/10، وسندهٗ حسنٌ)